ریاکاری کا مفہوم قرآن وسنت کی روشنی میں
The Hypocrisy in the light of Quran and Sunnah

Ms. Asma Naz
Lecturer, GCW University, Sialkot
Email: asma.naz@gcwus.edu.pk

ABSTRACT:

Riyakari is another name of deception when appearance is not Reality. This is that Riyakari through which one wants to create a good image of himself in the heart of others.

Hypocrisy is another name of Shirk-e-Asghar and the rejection of shirk is authentic in the light of Holy Quran and Hadith. Allah considers it a second largest sin after shirk. Islam does not focus enough only on worshiping until it is not having patience to get the blessings of Allah Almighty. Our prayers and deeds must be according to Quran and Hadith. The wise persons does not waste his energy in doing such things that don't bring reward. Quran and Hadith focus on the good intentions and through good intension one can save himself from Riyakari.

Keywords: *Quran, deeds, Hypocrisy, Islam, Hadith*

انسان اپنے معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اس مقصد کے لئے کرے کہ وہ لوگوں کے ہاں پسندیدہ ہو اور ان کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت ہو، ریاکاری کہلاتا ہے۔ ریاکاری کو کئی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، ریاکار زیادہ لوگوں کو صرف اس لیے اپنی اطاعت و عبادت سے آگاہ کرنا چاہتا ہے تاکہ ان سے مالی فوائد حاصل کرے یا وہ لوگوں میں نیک مشہور ہو اور ان سے عزت و شہرت حاصل کرے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہؓ سے یہ بات ثابت ہے کہ ریاکاری حرام ہے، ریاکار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ہے ، ریاکاری اعمال کی غرض وغایت کی بنیاد ہی کھوکھلی کر دیتی ہے، ریاکاری نمود نمائش انسان کے ہر اس عمل

میں ظاہر ہوتی ہے جو خالصتاً لوجہ اللہ نہ کیا جائے، بلکہ اس سے کوئی اور دنیوی غرض مطلوب ہو، اسی بناپر ریاکاری کو شرک خفی اور شرک اصغر کا نام دیا گیا ہے، کیونکہ دنیوی غرض کی آمیزش اس ان اعمال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک اور چیز کو شریک کر لیا جاتا ہے، یعنی ریاکاری شرک سے منسوب ہے اور شرک کی مذمت مسلمہ ہے، ریاکاری کی بدولت نہ صرف اعمال ضائع ہوں گے بلکہ شرک جیسے کبیرہ گناہ کا بھی مرتکب ہوگا، دنیاوی زندگی میں بھی ریاکار کے لیے ذلت ورسوائی ہے، آخرت کا مواخذہ الگ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ریاکاری جسے مہلکات میں شمار کیا گیا ہے، اس سے کیسے بچا جائے؟ تو اس کی یہی صورتیں ہیں کہ انسان اپنی ذات سے آگاہ ہو، اپنا منصب و مرتبہ پہنچانے، اپنے خالق و مالک کی ذات وصفات سے آگاہ ہو، دنیا کی زندگی کا بے حیثیت ہونا اور آخرت کی زندگی کا ابدی ہونا اس کے سامنے ہو، اپنی عبادت و اطاعت کا مقصود محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہو، ہر عمل سے پہلے اپنی نیت کا استحضار ہو کہ وہ یہ کام کس لیے کر رہا ہے؟ اس لیے کہ نیت عمل سے زیادہ اہم ہے، نیت ہی پر اعمال کا دار و مدار ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہی عمل قابل قبول ہے جو محض اس کی رضامندی کے لیے کیا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاکاری سے بچا جائے، اسلام نے نیک اعمال میں جو نیت کا تصور دیا جاتا ہے اس کو روشناس کیا جائے۔

دین اسلام عبادات کو اس وقت تک کافی نہیں سمجھتا جب تک ان میں صرف اللہ کی رضامندی کے حصول کا جذبہ کارفرما نہ ہو، جب کہ ریاکار شخص مخلوق خدا کی رضامندی کا ذریعہ بھی بناتا ہے جس سے نیک عمل کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے، آیات واخبار سے یہ بات ثابت ہے کہ ریا کی آمیزش نیک عمل سے ثواب ضائع کر دیتی ہے۔

درج ذیل آیت قرآنی:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾[1]۔

"جسے اپنے رب سے ملاقات کا شوق ہو ثواب کی امید ہو تو وہ اس کے عذاب سے ڈرے اعمال صالحہ بجالائے، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے"۔

امام قرطبیؒ "الجامع لاحکام القرآن" میں فرماتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جندب بن زہیر عامری کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے کہا: یارسول اللہ! میں اللہ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہوں اس میں صرف اللہ ہی کی رضا ہی چاہتا ہوں مگر جب یہ عمل لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے، اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبَ وَلَا يَقْبَلُ مَا شُوْرِكَ فِيْهِ[2]۔

''بے شک اللہ عزوجل پاک ہے، پاک چیزوں کو ہی قبول فرماتا ہے، وہ ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا گیا ہو''۔

دین اسلام میں ہمارے افعال واعمال میں سے صرف وہی اعمال وافعال مقبول ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے نصب العین کے تحت انجام دیے گئے ہوں، اگر نصب العین پر نہ ہوں تو ایک عمل ظاہر میں کتنا ہی پاکیزہ ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت نہیں، بلکہ الٹا پکڑ کا سبب ہے۔

ریا کی لغوی تعریف:

ابن منظور کی لسان العرب کے مطابق:

وقولهم وتراءى القومُ: أي رأى بعضهم بعضا، وتراءى لي وترأى، تصدَّى لأراه، ورأى المكانُ المكان: قابله حتى كأنه يراهُ وترأى النخل: ظهرت الوان بسره وكل ذلك من رؤية العين، وقولهم ألم تر إلى فلان، ألم تر الى كذا: كلمة تقولها العرب عند التعجب من الشيء وعند التنبيه المخاطب وذٰلك كما فى قوله تعالى: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ﴾[3] أى لم تعجب لفعلهم والم ينته شأنهم اليك۔[4]

''اور ان کا یہ کہنا کہ: وتراءى القوم یعنی قوم نے ایک دوسرے کو دیکھا یعنی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور، وتراءى لی وترأى' یعنی آپ میرے لیے پیچھے ہٹ جائیں، راستہ چھوڑ دیں تاکہ میں اسے دیکھ لوں اور جگہ نے جگہ کو دیکھا وہ اس کے سامنے آیا گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے اور وترأى النخل' یعنی اس کے خوشوں کے رنگ ظاہر ہو گئے اور یہ سارا کچھ آنکھ کا دیکھنا ہے اور ان کا کہنا کہ 'الم ترى الى فلان' یعنی کیا تو نے اس کو نہیں دیکھا، یہ ایسا کلمہ ہے جس کو عرب کسی چیز پر تعجب اور مخاطب کو خبردار کرنے کے لیے بولتے ہیں اور ایسے ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ﴾ (النساء: ۵۱) اور کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا، آپ ان کے کام پر حیران نہیں ہوئے اور کیا ان کا معاملہ آپ تک نہیں پہنچا''۔

اس لغوی بحث کا مفہوم یہ ہے جو عمل بھی کیا جاتا ہے لوگوں کو دکھلانے کے لیے کیا جاتا ہے، اس میں نیت لوگوں کے نزدیک مقام ومرتبہ حاصل کرنا ہوتی ہے، جب کہ نیت کو تو خالص اللہ کی رضامندی کا حصول ہونا چاہیے تھا، اس میں سورۃ النساء کی آیت قرآنی: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ﴾ (النساء: ۵۱) کو بطورِ مثال ذکر کیا گیا ہے، اس میں یہودیوں کے فعل پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ اہل کتاب ہیں، یعنی ان کے پاس ہدایت کے لیے کتاب موجود ہے، لیکن اس کے باوجود وہ شیطانی راستے اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ وہ بت، کاہن، یا ساحر اور جھوٹے

معبودوں پر یقین رکھتے، بتانا یہ مقصود ہے کہ معبودانِ باطلہ کی پرستش شیطان ہی کی پیروی ہے، شیطان یقیناً طاغوت میں شامل ہے۔

ریاکار بھی اپنی اطاعت وبندگی سے مالک حقیقی کی رضامندی کو چھوڑ کر مخلوق خدا کے دلوں میں اپنی عزت ومنزلت اور رعب ودبدبہ بٹھانا چاہتاہے، یہ ریاکاری کا مرتکب ہوکر اپنے لیے شیطانی راہ ہموار کرتا ہے۔

لغات الحدیث کے مطابق:

سُمْعَة وريَاءٌ: اِنَّمَا فَعَلَه سُمْعَة وَّرِيَاءً۔[5]

''اس نے یہ کام لوگوں کو سنانے اور دکھانے کے لیے کیا''۔

محمد حسن الاعظمی کی ''المعجم الاعظم'' کے مطابق:

اَلرِّيَا: دکھاوا، دکھلاوہ، ریاکاری، نفاق، مقابل، مکاری۔

فَعَلَ ذٰلِكَ رِئَآءً: اس نے دکھاوے کی خاطر ایسا کیا۔

مختلف لغات کی روشنی میں لفظ ''ریاء'' کے معانی ہم معنٰی الفاظ میں ہی استعمال ہوئے ہیں، جن میں زیادہ تر دکھلاوہ، نفاق، ظاہرداری اور مکروفریب قابل ذکر ہیں۔ ریاکاری دل کی صفت ہے، اگر نیک کام کرنے والے کی یہ نیت ہوگی تو اس کا عمل ضائع ہوگا، آخرت میں اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔[6]

ریا کی اصطلاحی تعریف:

ریا کی اصطلاحی تعریف ابن حجر العسقلانی کے مطابق:

الرياء اظهار العبادة لقصد رؤية الناس لها فيحمدوا صاحبها۔[7]

''لوگوں کو دکھانے کے لیے اظہار عبادت کرنا تاکہ اس پر وہ اس کی تعریف کریں''۔

2...ابن حجر الهيثمي کی ''الزواجر'' کے مطابق:

ارادة العامل بعبادته غير وجه الله تعالى، كان يقصد اطلاع الناس على عبادته وكماله، فيحصل له منهم نحو مال أو جاهٍ أو ثناءٍ۔[8]

''اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے علاوہ کسی اور ارادے سے عمل کرنا، گویا عبادت سے یہ غرض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزت وغیرہ دیں''۔

درج بالا تمام تعریفات کا ماحصل:

ابن حجر الھیتمیؒ نے اس پر قدرے تفصیل سے بات کی ہے، ریاکاری کو کئی مقاصد کے حصول کاذریعہ بتایاہے، ریاکار زیادہ لوگوں کو صرف اس لیے اپنی اطاعت وعبادت سے آگاہ کرنا چاہتاہے کہ ان سے مالی فوائد حاصل کرے یا وہ لوگوں میں نیک مشہور ہو اور ان سے عزت حاصل کرے، جب کہ الجزائری کہتے ہیں کہ ریاکار لوگوں کے ہاں سرخرو ہونا چاہتاہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت لوگوں کے سامنے کرکے اپنی قدرومنزلت قائم کرناچاہتاہے۔ابن حجر العسقلانیؒ کہتے ہیں ریاکار لوگوں کے سامنے اظہار عبادت کا صرف ایک ہی مقصد ہوتاہے وہ یہ کہ وہ ان سے اپنی تعریف کاخواہاں ہوتاہے۔ [9]

خلاصہ بحث:

قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نیک کام کرناشرعی طورپر مطلوب ہے، جنت میں داخلے کے لیے ہر شخص عمل صالح کامحتاج ہے، ہر نیکی اپنی ذات کے لحاظ سے خیر ہی خیر ہے، چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی بے فائدہ نہیں ہے، شرعی نصوص سے تو یہ بھی ثابت ہے کہ بعض افراد کی معمولی معمولی نیکیوں پر جنت کی خوش خبریاں سنائی گئی ہیں۔ نیکی دنیا وآخرت میں کامیابی کی اساس ہے تاہم اس کے باوجود کچھ بندوں کی نیکیاں ان کے کام نہیں آئیں گی وہ بڑی بڑی نیکیاں لے کرآئیں گے مگر انھیں ذرّات کی شکل میں اُڑتی ہوئی خاک میں اڑادیاجائے گا، ان کی نیکیاں ان کے لیے نفع بخش ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوں گی، اس لیے کہ وہ نیکیوں پر فخر، غرور اور ریاکاری کے مرتکب ہوئے، ہر نیک عمل محض لوگوں کو دکھلانے کے لیے کرتے رہے، یہ بھی شیطان کادھوکہ ہے کہ جب بندہ نیکیاں کرتاہے تو شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ وہ بندے کو نیکیاں کرنے سے روک دے اور بندے کو نیکیوں کے غرور میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتاہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتاہے کہ وہ شخص اپنے آپ کو بڑانیک تصور کرنے لگتاہے اور لوگوں کو حقیر جانتاہے، نیز اپنے اعمال صالحہ کی بناءپر لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش میں لگارہتاہے، اچھی شہرت کے لیے ہر وقت اپنی نیکیوں کاپرچار کرتارہتاہے، یہاں تک کہ ہر نیکی کامقصود محض ریاکاری ہی رہ جاتاہے، ایسی نیکی وقتی نمود ونمائش کے علاوہ کچھ اثر نہیں رکھتی، بلکہ کرنے والے کی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ زندگی کے ہر معاملے پر ریاکاری کے مضمرات کو واضح کیاجائے۔آج کے دور میں ریاکاری کاناسور ہر سطح پر عام ہے۔ معاشرے میں اس کی روک تھام کی ضرورت ہے، ایسانہ ہو کہ شرک اصغر شرکِ اکبر تک پہنچ جائے اور نیکی صرف ریاکاری ہی ہوجائے۔ لوگ اپنے اعمال کو دکھاوے کی حد تک بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگوں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اخلاص

نیت شامل ہو، اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مد نظر رکھا جائے۔ ریاکار کا مطمح نظر صرف دنیا کے لوگ ہوتے ہیں، وہ صرف ان سے سر خرو ہونے کا سوچتا ہے، وہ اپنی دائمی اور ابدی آخرت کی فکر سے بے نیاز ہوتا ہے، یہ اس کے ساتھ نفس اور شیطان کا بہت بڑا دھوکہ ہے، جس سے آگاہی کی شدید ضرورت ہے۔ علم سیکھنے والے سکھانے والے علم کی ترویج وترقی میں مصروف نظر آتے ہیں، لیکن اخلاص سے محروم ہیں، سکھانے والے بھی ایک جذبہ منتقل کرتے نظر نہیں آتے۔ جذبہ اخلاص کو روشناس کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر ریاکاری ختم ہو جائے تو انسان کے اعمال قیامت تک محفوظ ہو جائیں گے، بقدر اخلاص ان کا صلہ و جزا ہمیشہ رہنے والی آخرت میں بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔

(References)

1۔ سورۃ الکہف:۱۱۰

2۔ قرطبیؒ، محمد بن احمد، ابوعبداللہ، الجامع لاحکام القرآن، مکتبہ رشیدیہ بلوچستان، ج:۱۱، ص:٦٦

3۔ سورۃ النساء: 51

4۔ الافریقی ابن منظور، محمد بن مکرم، جمال الدین، ابوالفضل المصری، لسان العرب، الطبعہ ۱۷ رجب المعظم سنہ ۱۳۰۰، دار صادر، بیروت، ج:۱۴، ص:۲۹٦

Ibn Manzoor, Muhammad ibn Mukaram, Jamaluddin, Abul Fazl al-Masri, Al-African, Lasan al-Arab, al-Tabaah 17 Rajab al-Mazam 1300, Dar Sadr, Beirut, c:14, p.296

5۔ وحید الزمان، لغات الحدیث، میر کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، ج:۲، ص:۱٦۴

Waheed al-Zaman, Laghat al-Hadith, Mir Library, Aram Bagh, Karachi, c:2, p.164

6۔ اعظمی، محمد حسن، المعجم الاعظم، عربی اردو لغات، فرنٹ ئیر پبلشنگ کمپنی، اردو بازار، لاہور، ج:۲، ص:۱۰۴۸

Ajmi, Muhammad Hassan, Al-Majum al-Azam, Arabic Urdu Laghat, Front Rear Publishing Company, Urdu Bazaar, Lahore, C:2, p.1048

7۔ عسقلانی، احمد بن علی بن الحجر، فتح الباری، عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، محمد فواد عبدالباقی، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج:۱۱، ص:۴۰۸

Asqalani, Ahmed bin Ali bin Al-Hajar, Fateh al-Bari, Abdul Aziz bin Abdullah bin Baz, Muhammad Fawad Abdul Baki, Ancient Library, Karachi, c:11, p.408

8۔ ابن حجر ھیتمی احمد بن محمد بن علی، ابوالعباس، الزواجر، من اقتراف الکبائر ویلیہ، مکۃ المکرمہ، دار المعرفہ، ج:۱، ص:۴۳

9۔ فتح الباری، ج:۱۱، ص:۴۰۸